اذان سے پہلے دعائیہ کلمات

اذان سے قبل تعوذ وتسمیہ کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں ایک مولوی صاحب ہر اذان سے پہلے لاؤڈ اسپیکر پر تسمیہ اور تعوذ جہراً پڑھتے ہیں اور وجوب کے قائل ہیں، آپ صاحبان سے گذارش ہے کہ کیا ”بسم اللّٰہ“ یا ”تعوذ بالجہر“ کتب شرعیہ میں ثابت ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: مولوی گلاب خان فاضل حقانیہ......۱۵/ربیع الاول ۱۴۰۴ھ)

الجواب

باوجود تتبع بلیغ کے واضح جزئیہ نہیں ملا، پس مناسب ہے کہ اس مولوی سے جزئیہ طلب کیا جائے۔ کیوں کہ انہوں نے متعارف اور تعامل سے روگردانی کی ہے۔(۱) (فتاویٰ فریدیہ: ۱۷۷/۲-۱۷۸)

اذان واقامت سے پہلے تعوذ وتسمیہ پڑھنا:

سوال: اذان واقامت سے قبل اعوذ باللہ، بسم اللہ، درود شریف کا بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟ اگر پڑھتا ہے، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر نہیں پڑھتا ہے تو کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب لکھیں۔

---

(۱) فی الفتاویٰ الهندية: الأذان عشرة كلمة وآخره عندنا لا إلٰه إلا اللّٰه، كذا فی فتاویٰ قاضيخان. (الفتاویٰ الهندية: ۵۵/۱، باب الأذان)

أن ابن عمر كان يقول: كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون فيتحينون الصلاة ليس ينادى لها فتكلموا يوماً فی ذلک فقال بعضهم: اتخذوا انقوساً مثل ناقوس النصاریٰ وقال بعضهم: بل بوقاً مثل قرن اليهود، فقال عمر: أوَلا تبعثون رجلا ينادی بالصلاة فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: يابلال قم فناد بالصلاة. (الصحيح للبخاری، باب بدء الأذان (ح: ٦٠٤)/مصنف عبدالرزاق الصنعانی، باب بدء الأذان (ح: ١٧٧٦)/مسندالإمام أحمد، مسندعبدالله بن عمر (ح: ٦٣٥٧)/الصحيح لمسلم، باب بدء الأذان (ح: ٣٧٧)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کہیں تعوذ وتسمیہ یا کسی طرح کے دعائیہ کلمات کا ذکر نہیں ہے اور تعوذ وتسمیہ میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے، جبکہ اذان کی ابتدا وانتہا اللہ کے نام سے ہے۔ اس لیے اس کی ضرورت بھی نہیں ہے اور سنت نبوی سے ثابت بھی نہیں ہے۔ انیس

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

اذان یا اقامت سے پہلے اعوذ باللہ، اور بسم اللہ سراًیا جہراًپڑھنا ثابت نہیں ہے، اس لیے اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ بلند آواز سے پڑھے، نہ پست آواز سے پڑھے۔(احسن الفتاویٰ:۲/۲۸۷)

اذان و اقامت سے پہلے بلند آواز سے یا آہستہ سے درود شریف پڑھنا بھی بدعت ہے۔

طحطاوی میں ہے:

ومن المكروهات الصلوٰة علي النبى في ابتداء الإقامة؛ لأنه بدعة. (ص:۱۰۸)

(اقامت کے شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا مکروہ ہے؛ کیونکہ یہ بدعت ہے۔)

''احسن الفتاویٰ'' میں ہے:

''درود شریف کا موقع شریعت نے اذان کے بعد بتایا ہے، نہ کہ اذان سے پہلے؛ لہذا اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا، خواہ بلند آواز سے ہو یا آہستہ؛ بہر کیف ناجائز اور بدعت ہے اور دین میں اپنی طرف سے زیادتی ہے، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی نماز کے آخر کے بجائے نماز شروع کرتے ہی "سبحانک اللّٰهم، الخ" کے بجائے درود شریف پڑھنے لگے اور روکنے والے کو درود شریف کا منکر بتائے''۔(۱/۳۶۹)(از آداب اذان و اقامت:۱۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(محمود الفتاویٰ:۴/۲۲۸-۲۲۹)

اذان سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم نہ پڑھے:

سوال: اذان سے قبل ''اعوذ باللہ'' الخ اور ''بسم اللہ'' الخ، سراًیا جہراً جائز و مسنون ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس لئے نہ جہراً پڑھے نہ سراً۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۴/ذی الحجہ ۸۹ھ۔(احسن الفتاویٰ:۲/۲۸۷)

اذان سے قبل تعوذ و تسمیہ جہر سے پڑھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان سے قبل تعوذ و تسمیہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور جہر سے پڑھنا چاہیے یا آہستہ؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: ڈاکٹر سعید۔ قذافی مارکیٹ باجوڑ۔۱۰/ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ)

---

(۱) کیوں تعوذ و تسمیہ کا مقصود کلمات اذان میں موجود ہے، مزید اضافہ ضرورت نہیں ہے۔ انیس

الجواب

اذان سے قبل تعوذ اور بسملہ بذات خود نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع۔(۱) البتہ ان کا جہر سے پڑھنا خصوصاً اذان کی طرح پڑھنا ممنوع ہے، کیوں کہ عوام ان کو اذان کے کلمات سے شمار کرنے لگیں گے۔(۲) نیز یہ تعامل سلف وخلف سے مخالف ہے۔ وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۹۵۔۱۹۶)

اذان سے پہلے بسم اللہ اور درود وغیرہ پڑھنا:

سوال: مؤذن کا اذان دینے سے پہلے بلند آواز سے درود شریف پڑھنا پھر بسم اللہ پڑھنا، پھر اذان کہنا اور اذان پوری ہونے پر دعا کے ساتھ سلام پھیرنا کہاں تک درست ہے؟

هو المصوب

اذان سے پہلے بسم اللہ وغیرہ پڑھنا ثابت نہیں ہے، اسی طرح اذان سے پہلے بلند آواز سے درود پڑھنا اور پھر اذان ختم ہونے پر سلام پڑھنا، شرعاً بے اصل امر ہے، جس کا ترک کرنا شرعاً ضروری ہے۔(۳)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۳۷۱)

اذان سے پہلے بسم اللہ اور بعد میں دعا:

سوال: مؤذن کو لاؤڈ اسپیکر پر بلند آواز سے اذان کے قبل بسم اللہ پڑھنا چاہئے؟ اسی طرح اذان کے بعد بلند آواز سے دعاء وسیلہ پڑھنا چاہئے؟

---

(۱) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله:(قوله و شرعاً إعلام مخصوص)أى إعلام بالصلوٰة قال فى الدرر:ويطلق على الألفاظ المخصوصة أى التى يحصل بها الإعلام من إطلاق اسم المسبب على السبب،إسمٰعيل،دائمًا لم يعرفه بالألفاظ المخصوصة لأن المراد الأذان بالصلوٰة ولو عرف بها الدخل الأذان للمولود ونحوه علٰى مايأتى(قوله علٰى وجه مخصوص)أى من الترسل والاستدارة والالتفات و عدم الترجيع واللحن ونحوذلك من أحكامه الآتية. (رد المحتارهامش الدر المختار:۱/۲۸۲،باب الأذان)

(۲) قال العلامة الحلبى:كل مباح يؤدى إليه أى(إلى اعتقاد الجهلة سنيتها)فمكروه. (غنية المستملى المعروف بالكبيرى:۵۶۹، فصل فى مسائل شتٰى)

(۳) عن عائشة قالت:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهورد".(الصحيح لمسلم،كتاب الأقضية،باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.رقم الحديث:۱۷۱۸)

قال أهل العربية الردههنا بمعنى المردودمعناه فهوباطل غيرمعتدبه وهذاالحديث قاعدة عظيمة من قواعدالإسلام وهومن جوامع كلمه صلى الله عليه وسلم فإنه صريح فى ردكل البدع والمخترعات.(شرح النووى لمسلم،باب نقض الأحكام الباطلة،الخ:۱۲/۱۶.انيس)

هــو الـمـصـوب

اذان سے پہلے بسم اللہ کہنا ثابت نہیں، اذان ختم ہونے کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر دعاء وسیلہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ آہستہ پڑھنا افضل ہے۔(۱)

تحریر: ناصر علی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۴۷۴)

اذان سے پہلے "الصلوٰۃ والسلام" کی رسم درست ہے یا نہیں:

سوال: اذان کے قبل "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ" وغیرہ جس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ میں ہوتی ہے، یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۱۰۶)

اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ اذان سے پہلے بلند آواز سے درود وسلام پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں براہ کرم تفصیل سے بتلایئے؟

الجواب

اذان سے پہلے بلند آواز کے ساتھ درود وسلام پڑھنا کسی حدیث یا صحابۂ کرام کے کسی عمل سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو زیادہ ثواب کا موجب سمجھ کر کرنا یا اس کی پابندی کرنا بدعت ہے۔(۳) بلکہ اذان کے کلمات میں اپنی طرف سے کچھ کلمات کا اضافہ کرنا ہے باتفاق امت ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۱۳۸۸/۲/۲۶ھ۔ (فتویٰ نمبر: ۱۹/۳۰۴-الف)

الجواب صحیح، بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۹۷-۳۹۸)

(۱) إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مايقول ثم صلوا عليّ فإنه من صلى عليّ صلاة صلى الله عليه بها عشرًا ثم سلوا الله لي الوسيلة. (الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه. رقم الحديث: ۷۷۸)

(۲) اس لئے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔ واللہ اعلم (ظفیر)

(۳) وفي الأبداع في مضار الابتداع: ۷۷-۷۸ (طبع مكتبة علمية، مدينة منورة):

لا كلام في أنّ الصلوٰة والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم عقب الأذان مطلوبان شرعًا لو رود الأحاديث الصحيحة ... إنما الخلاف في الجهر بهما على الكيفية المعروفة، ==

اذان سے پہلے بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبل از اذان بصوت جہر صلاۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے یہ سنت ہے یا بدعت؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: عبدالکریم عباسی......۹/۱۸/۷۷ء)

الجواب

صلاۃ وسلام بذات خود عبادت ہے، لیکن اپنی طرف سے اس کے لئے وقت خاص کرنا مکروہ ہے؛ خصوصاً جب کہ نمازیوں کو بھی تکلیف ہو۔

كما في البحر: ١٥٩/٢: ولأن ذكر الله إذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت أو بشيء دون شيء لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به؛ لأنه خلاف المشروع. (۱)

وفي رد المحتار: ١٤٤/١: أجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل، الخ. (۲) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۱۸۶/۲)

اذان سے پہلے صلاۃ وسلام کا اضافہ کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) اذان سے پہلے صلاۃ وسلام جائز ہے؟

(۲) اصل اذان میں کمی بیشی کرنے والا کیسا ہے۔

(۳) اور جو آدمی صلاۃ وسلام کو اذان کے ساتھ لازمی اور کار ثواب سمجھے، وہ کیسا ہے؟

== والصواب أنها بدعة مذمومة بهذه الكيفية التي جرت بهما عادة المؤذنين من رفع الصوت بهما كالأذان والتمطيط والتغني فإنّ ذلك إحداث شعار ديني على خلاف ما عهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه والسلف الصالح من أئمة المسلمين وليس لأحد بعد هم ذلك.

وفيه بعد أسطر: ومن ثم قال العلامة ابن حجر في فتاويه الكبرىٰ: من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم قبل الأذان أو قال محمد رسول الله بعده معتقدًا سنيته في ذلك المحل ينهى ويمنع منه لأنه تشريع بغير دليل ومن شرع بغير دليل يزجر ويمنع. (تفصیل کے لئے! كتاب السنة والبدعة میں: ص ۱۲۶، کا فتویٰ، اور ص: ۱۲۷، پر اس کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔)

(۱) البحر الرائق، باب العيدين: ١٥٩/٢۔

(۲) ردالمحتار هامش الدر المختار، مطلب في رفع الصوت بالذكر: ٤٨٨/١۔

الجواب

(۱-۳) درود شریف کا پڑھنا ایک بڑی عبادت اور تقرب خداوندی کا بہترین ذریعہ ہے۔لیکن اسی طریق سے جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں اور خیر القرون میں پڑھا جاتا تھا۔(۱)

اور یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ اذان سے قبل یا اذان کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا رواج نہ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اور نہ خلفاء راشدین کے اور صحابۂ کرام کے دور میں تھا اور نہ خیر القرون میں کوئی شخص اس بدعت سے واقف تھا اور نہ ائمۂ اربعہ میں سے کسی بزرگ نے یہ کارروائی کی اور نہ اس کا فتویٰ دیا، حال مروجہ طریقہ بدعت ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ''۔(۲) فقط واللہ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود: ۱/۸۵۴-۸۵۵) ☆

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: أنہ سمع النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: ''إذا سمعت المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علیّ فإنہ من صلی علیّ صلاۃ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بھا عشرًا ثم سلوا اللّٰہ لی الوسیلۃ فإنھا منزلۃ فی الجنۃ ولاتنبغی إلا لعبد من عباداللّٰہ وأرجوا أن أکون أنا ھو، فمن سأل لی الوسیلۃ حلت لہ الشفاعۃ''.(الصحیح لمسلم، کتاب الصلاۃ، باب القول مثل قول المؤذن لم سمعہ (ح: ۳۸٤) انیس)

(۲) اس لئے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔حدیث میں ہے:

عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ''من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد''.(الصحیح لمسلم، کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ ورد محدثات الأمور. رقم الحدیث: ۱۷۱۸) انیس)

☆ صلوٰۃ وسلام کا مسئلہ:

سوال: اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ ہمارے ہاں مسجد کے نمازیوں کا کہنا ہے کہ اذان سے قبل یہ نہیں پڑھنا چاہیے، جب کہ میں یہ ضرور پڑھتا ہوں۔

الجواب

اذان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے چلی آرہی ہے، مگر اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا رواج ابھی چند برسوں سے شروع ہوا ہے، اگر یہ دین کی بات ہوتی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی تعلیم فرماتے اور صحابہ کرام، تابعین عظام اور بزرگان دین اس پر عمل کرتے، جب سلف صالحین نے اس پر عمل نہیں کیا، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم فرمائی، تو اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جو ہمارے دین میں نئی بات نکالے، وہ مردود ہے''۔(عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ''من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد''.(الصحیح لمسلم، کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ ورد محدثات الأمور. رقم الحدیث: ۱۷۱۸) انیس)

==

اذان کے ساتھ "صلاۃ و سلام" پڑھنے کا رواج کب سے ہے:

سوال: آج کل بعض اپنے آپ کو اہل السنّت والجماعت حنفی بھی کہتے ہیں اور اذان سے پہلے "صلاۃ و سلام" بھی پڑھتے ہیں، کیا حنفی مذہب میں اس کی گنجائش ہے؟ نیز یہ بھی واضح کریں کہ یہ رسم کسی اہل سنت عالم نے جاری کی یا شیعہ عالم نے؟

(سائل: ممتاز احمد قاسمی، متعلم دارالافتاء جامعہ خیر المدارس، ملتان)

الجواب

آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام، صحابۂ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دور میں مروجہ صلاۃ وسلام نہ اذان سے پہلے ہوتا تھا اور نہ بعد میں، بلکہ اذان "اللّٰـه أكبر" سے شروع ہوکر "لا إلـٰه إلا اللّٰه" پر ختم ہوتی تھی، ۷۸۱ھ میں کچھ سرکاری لوگوں نے اسے اذان کے بعد پڑھنا شروع کیا، پھر مختلف ادوار میں کسی نہ کسی شکل میں اسے اذان کے ساتھ پڑھتے رہے، اب اذان سے پہلے پڑھنے کا رواج ہوگیا ہے۔ اس کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

والزيادة فى الأذان مكروهة. (البحر الرائق: ۱/۲۶۱)

التسليم بعد الأذان حدث فى ربيع الآخر سنة سبعمائة وإحدىٰ وثمانين فى عشاء ليلة الإثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فى الكل إلا المغرب ثم فيها مرتين، آه. (الدر المختار)

(قوله سنة ۷۸۱هـ) كذا فى النهر عن حسن المحاضرة للسيوطى ثم نقل عن القول البديع للسخاوى أنه فى سنة ۷۹۱هـ، وأن ابتداءه كان فى أيام سلطان الناصر صلاح الدين بأمره، آه. (ردالمحتار: ۱/۲۸۷) **فقط والله تعالىٰ أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان ۔ ۲/۴/۱۴۱۰ھ ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۲۲۹-۲۳۰)

== تمام اعمال سے مقصود رضائے الٰہی ہے اور رضائے الٰہی اس عمل پر مرتب ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ طریقے کے مطابق ہو، البتہ شریعت نے اذان کے بعد درود شریف پڑھنے اور اس کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ (عن عبد الله بن عمرو بن العاص. رضى الله عنهما. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا سمعتم المؤذّن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلُّوا عليَّ فبأنه من صلّى عليّ صلاة صلّى الله عليه وسلم بها عشرًا، ثم سلوا الله لى الوسيلة فإنّها منزلة فى الجنّة لا تنبغى إلّا لعبد من عباد الله، وأرجوا أن أكون أنا هو، فمن سأل لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة". (الصحيح لمسلم، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه (ح: ۳۸٤)/ مسند الإمام أحمد، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص (ح: ٦٥٦٨)/ سنن الترمذى، باب فى فضل النبى صلى الله عليه وسلم (ح: ٣٦١٤)/ السنن الكبرىٰ للنسائى، الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم (ح: ١٦٥٤)/ الصحيح لابن خزيمة، باب فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم (ح: ٤١٨)/ شرح معانى الآثار، باب مايستحب أن يقوله إذا سمع المؤذن (٨٧٨) انيس)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۹۲)

اذان کے وقت اہل بدع کے شعار اور التزام مالا یلزم سے اجتناب ضروری ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ از روئے شریعت محمدی اذان سے قبل یا بعد سراً یا جہراً درود شریف پڑھنا کیسا ہے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں، حالانکہ درود شریف کے بہت فضائل ہیں تو پھر اس کو کیوں بعض لوگ منع کرتے ہیں قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں جواب سے مستفیض فرماویں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: حضرت بلال چورنگی ضلع کوہاٹ......۳۰/اکتوبر ۱۹۸۴ء)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

درود شریف بذات خود ایک بہت بڑی عبادت ہے اور عبادت غیر موقتہ ہے، البتہ جو درود شریف اہل بدع کا شعار ہو، یا اس میں التزام لا یلزم کا اعتقاد ہو تو اس سے اجتناب ضروری ہے۔(۱)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: اتقوا مواضع التهم.(۲) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۹۶/۲)

کسی امر کی مقدار شرعی سے زائد اہتمام کرنا یا اپنی طرف سے تخصیص کرنا جائز نہیں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان سے قبل یا بعد مروجہ صلاۃ وسلام کا کیا حکم ہے؟ جو لوگ یہ نہیں کرتے انہیں وہابی اور گستاخ رسول کہا جاتا ہے کیا یہ ضروری ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد ایوب مرکزی مسجد ٹیکسلا......۲۰/۱/۱۹۷۶ء)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

صلاۃ وسلام بذات خود عبادت ہے، لیکن کسی امر کی مقدار شرعی سے زائد اہتمام کرنا یا اپنی طرف سے تخصیص کرنا منکر اور ناجائز ہے۔

كما أنكر اللّٰه تعالىٰ من عامل معاملة الحرام بالطيبات حيث قال: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلاَ تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ الخ.(۳)

(۱) قال ابن نجيم رحمه اللّٰه: ولأن ذكر اللّٰه تعالىٰ إذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت أو بشيء دون شيء لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به؛ لأنه خلاف المشروع.(البحر الرائق، باب العيدين: ۱۵۹/۲)

(۲) حديث اتقوا مواضع التهم رواه البخارى فى الأدب المفرد، وقال الملا على القارى حديث اتقوا مواضع التهم هو معنىٰ قول عمر، من سلك مسالك التهم اتهم، رواه الخرائطى فى مكارم الأخلاق عن عمر موقوفاً بلفظ من أقام نفسه مقام التهم فلا تلومن من أساء الظن به.(الموضوعات الكبرىٰ لملا على القارى: ۴۹. رقم الحديث: ۱۵۱)

(۳) قال العلامة حافظ عماد الدين ابن كثير: يقول اللّٰه تعالىٰ آمرًا عباده المؤمنين به ==

وكذا أنكر الله على من التزم الدخول من ظهور البيوت فعلاً وتركاً.(۱)
وأنكر عبد الله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه من التزم الانصراف عن اليمين.(رواه البخارى)(۲)
وقال صاحب البحر: ۱۵۹/۳: ولأن ذكر الله تعالىٰ إذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت أو بشيء دون شيء لم يكن شيئاً حيث لم يرد به الشرع؛لأنه خلاف المشروع.(۳)وهو الموفق
(فتاویٰ فریدیہ:۲/۲۰۲-۲۰۳)

قبل اذان صبح کچھ سورت وکلمہ ودرود پڑھنا کیسا ہے:

سوال: بعض مسجدوں میں یہ دستور ہوگیا ہے کہ مؤذن قبل اذان صبح بآواز بلند چند سورت مخصوصہ وکلمہ اور درود پڑھا کرتا ہے،اس کے بعد اذان دیتا ہے،شرعاً یہ کیسا ہے؟

حامداً ومصلیاً،الجواب ـــــــــــ وباللہ التوفیق

یہ رواج ودستور شرعاً مامور بہ نہیں ہے،لیکن سلطان صلاح الدین غازی فاتح بیت المقدس کے زمانے تک بنی عباس وخلفا فاطمیین پر"السلام علیک أمیر المؤمنین"مؤذنین کہا کرتے تھے۔

جب ان خلفا کا زمانہ ختم ہوگیا اور حکومت مصر پر سلطان صلاح الدین ایوبی جیسا متشرع حاکم ہوا تو سلطان نے "السلام علیک أمیر المؤمنین" کے لفظ کو بدل کر"السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کہنا جاری کیا اور یہ دستور اذان فجر کے قبل ہر رات میں مصر وشام وحجاز میں جاری رہا،پھر اس لفظ میں سلطان صلاح الدین کے محتسب کے امر سے"الصلاة والسلام علیک یا رسول اللہ"بڑھایا گیا۔

== المصدقين برسوله أن يأخذوا بجميع عرىٰ الإسلام و شرائعه والعمل بجميع أو امره وترك جميع زواجره ماااستطاعوا من ذلك ...وزعم عكرمة أنها نزلت في نفرممن أسلم من اليهود وغيرهم كعبد الله بن سلام وأسد بن عبيد وثعلبة وطائفة استأذنوا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه و سلم في أن يسبتوا وأن يقوموا بالتوراة ليلاً فأمرهم الله بإقامة شرائع الإسلام والاشتغال بها عماعداها.(تفسير ابن كثير: ۳۲٤/۱،سورة البقرة: ۲۰۸)

(۱) قال العلامة شبير أحمد العثمانی: زمانۂ جاہلیت کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب گھر سے حج کا احرام باندھتے پھر کوئی ضرورت گھر میں جانے کی پیش آتی،تو دروازہ سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر گھر کے اندر اترتے یا گھر کی پشت کی جانب نقب دیکر گھستے اور اس کو نیکی کی بات سمجھتے اللہ تعالیٰ نے اس کو غلط فرمادیا......اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اپنی طرف سے کسی جائز اور مباح امر کو نیکی بنالینا اور دین میں داخل کر لینا مذموم اور ممنوع ہے جس سے بہت باتوں کا بدعت اور مذموم ہونا معلوم ہوگیا۔(فوائد تفسیر عثمانی:۱/۳۷،سورہ البقرۃ:۱۸۹)

(۲) عن الأسود قال:قال عبد الله بن مسعود:لا يجعل أحد للشيطان شيئاً من صلاته يرىٰ أن حقاً عليه أن لاينصرف إلا عن يمينه لقد رأيت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كثيرًا ينصرف عن يساره.(صحيح البخارى،باب الانتقال و الانصراف عن اليمين والشمال: ۱۱۸/۱)

(۳) البحر الرائق،باب العيدين: ۱۵۹/۱۔

یہ واقعہ بدستور آٹھویں صدی ہجری میں جاری ہوا اور اس دستور پر بعض ممالک اسلام حجاز وغیرہ ملکوں میں عمل جاری ہے اور اس پر علماء امت نے انکار نہیں فرمایا اور اس کو بدعت حسنہ (۱) میں شمار کیا ہے، گو بعض مالکیہ نے اس میں اختلاف کیا اور بعضوں نے اس کو منع کیا، لیکن علماء امت نے اس کو بدعت میں شمار کیا ہے۔

"قال فی النهر عن القول البديع: والصواب من الأقوال أنها بدعة حسنة وحكى بعض المالكية الخلاف أيضاً فی تسبيح المؤذنين فی الثلث الأخير من الليل وأن بعضهم منع من ذلك وفيه نظر، انتهىٰ ملخصاً. (ردالمحتار: ۱/۴۰٤)(۲)

بہر حال اس دستور پر عمل کرنا زیادہ سے زیادہ مباح ہوگا، کوئی ضروری شرعی مامور بہ نہیں ہے، نہ اس پر عمل ضروری ہے اور نہ اس کا ترک ضروری۔ لہٰذا اس پر التزام کرنا اور نہ کرنے والوں پر جبر کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ **فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم وعلمه أتم وأحکم** (مرغوب الفتاویٰ: ۲/۱۲۶-۱۲۷)

بلالی اذان یا بدعتی اذان:

حضرت مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ!

(الف) فرشتے نے آسمان سے نازل ہوکر جو اذان سکھلائی۔

(ب) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس اذان کی امت کو تعلیم دی۔

(ج) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے مدت العمر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اذان دیتے رہے۔

(د) حضرات خلفاء راشدین، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک زمانوں میں سات صدیوں تک پورے عالم اسلام میں جو اذان دی جاتی رہی۔

---

(۱) البدعة فعل مالم يعهد فی عصر رسول الله صلى الله عليه وسلم وهی منقسمة إلى: بدعة واجبة وبدعة محرمة وبدعة مندوبة وبدعة مكروهة وبدعة مباحة والطريق فی معرفة ذلك أن تعرض البدعة على قواعد الشريعة فإن دخلت فی قواعد الإيجاب وفهی واجبة وإن دخلت فی قواعد التحريم فهی محرمة وإن دخلت فی قواعد المندوب فهی مندوبة وإن دخلت فی قواعد المكروه فهی مكروهة وإن دخلت فی قواعد المباح فهی مباحة. (قواعد الأحكام فی مصالح الأنام، فصل فی البدع: ۲/۲۰٤)

قال ابن مسعود رضی الله عنه: مارآه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن، والمراد بالمسلمين زبدتهم وعمدتهم، وهم العلماء وبالكتاب والسنة، الأتقياء عن الحرام والشبهة جعلنا الله منهم فی الدنيا والآخرة. (مرقاة المفاتيح، باب التنظيف والتبكير: ۳/۱۰۳۳) /قول ابن مسعود كذا فی كشف الخفاء، حرف الهمزة مع الكاف: ۱/۱۹۱. انيس)

(۲) ردالمحتار، مطلب فی أذان الجوق: ۲/۵۷۔

وہ یہی اذان تھی، جو "اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر" سے شروع ہوکر "لا إلٰہ إلا اللّٰہ" پر ختم ہوجاتی ہے، نہ اس سے پہلے کوئی ذکر و درود شریف ہے، نہ بعد میں۔

آٹھویں صدی کے آخر میں اذان سے پہلے اضافۂ درود کی بدعت ایجاد کر کے فرقہ بندی کی بنیاد ایک عیش پرست بادشاہ نے رکھی۔۔۔اسپیکروں کی کثرت نے اسے شہرت دی۔۔۔فرقہ واریت کو ہوا دینے والوں نے اس کے ذریعہ امت میں خوب خوب افتراق وانتشار پیدا کیا۔۔۔وحدتِ ملی کا تقاضا ہے کہ آسمانی اسلامی اور بلالی مسنون اذان کے مقابلہ میں بدعتی شاہی اذان کو ترک کر دیا جائے۔۔۔ذکر و درود شریف کے لئے سارا دن ہے، جتنا کوئی پڑھے، کون روکتا ہے، لیکن سنتِ سنیہ کی اصلی صورت کو تبدیل کر دینا اور انوارِ سنت کو ایسے اضافوں میں چھپا دینا کسی طرح روا نہیں۔۔۔ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس بدعت کو اتنا رواج دیا گیا کہ سنت عیب وجرم بن کر رہ گئی۔۔۔کوئی مسلمان اہل بدعات کی مسجد میں اصل اذان بلالی نہیں دے سکتا، ورنہ اس کی جان کا خطرہ ہے۔۔۔اس سے بڑھ کر جرح وظلم کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذان جرم بن جائے۔۔۔بہر حال رابطۂ عالم اسلامی یا حکومت پاکستان نے سنت اذان (۱) کی حمایت میں جو سرکولر جاری کیا ہے، وہ شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ سب اہل اسلام کو بلالی اذان پر عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

رسم اذان رہ گئی ، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا ، تلقین غزالی نہ رہی (علامہ اقبال مرحوم)

(خیر الفتاویٰ: ۲/۲۲۱-۲۲۲)

اذان کے بعد کچھ کلماتِ نصیحت:

سوال: ہمارے یہاں کئی سال سے جمعہ کے روز مسجد میں اذان کے بعد صلاۃ پکاری جاتی ہے، پھر سب لوگ سنت نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، بعد میں مؤذن عصا لے کر "ان اللّٰہ" یا "لقد جاء کم" یا اردو میں کچھ نصیحت کر کے وہ عصا امام صاحب کے ہاتھ میں دیتے ہیں، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اگر ہے تو کسی معتبر کتابِ حدیث سے معلوم کریں؟

(۱) عن عبد اللّٰہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللّٰہ عنہ قال: لما أمر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب بہ للناس لجمع الصلوٰۃ،طاف بی وأنا نائم ،رجل یحمل ناقوسًا فی یدہ،فقلت لہ:یاعبد اللّٰہ أ تبیع الناقوس؟ فقال: ماتصنع بہ؟ فقلت:ندعوبہ إلی الصلوٰۃ،قال: أفلا أدلک علی ما ہو خیر من ذلک؟فقلت لہ: بلیٰ،قال:تقول: اللّٰہ أکبر ،اللّٰہ أکبر ،اللّٰہ،أکبر ،اللّٰہ أکبر ،أشہدأن لاإلہ إلااللّٰہ،أشہدأن لاإلہ إلااللّٰہ.أشہدأن محمدرسول اللّٰہ،أشہدأن محمدارسول اللّٰہ،حی علی الصلاۃ،حی علی الصلاۃ،حی علی الفلاح،حی علی الفلاح،اللّٰہ أکبر،اللّٰہ أکبر ،لاإلہ إلااللّٰہ ، ... قال:فلما أصبحت أتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فأخبرتہ بمارأیت،فقال:إنہا لرؤیا حق إن شاء اللّٰہ،فقم مع بلال،فجلعت ألقیہا علیہ ویؤذن بہ،الخ. (سنن أبی داؤد،باب کیف الأذان(ح: ۴۹۹)/سنن ابن ماجۃ،باب بدء الأذان (ح:۷۰۶)/مسند أحمد،حدیث عبداللّٰہ بن زیدبن عبدربہ (ح:۱۶۴۷۸)انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

یہ طریقہ نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں، نہ خلفائے راشدین کے حالات میں، نہ دیگر صحابہ کرام کے واقعات میں، نہ ائمہ مجتہدین کے فقہ میں۔ لہٰذا ایسی چیز اگر چہ صورۃ اچھی معلوم ہوتی ہو، مگر درحقیقت وہ نہ خدا کا حکم ہے اور نہ رسول کا حکم ہے، نہ مسئلہ فقہ ہے، بلکہ وہ دین کے نام پر نئی چیز ہے، جس کو دین سمجھا جا رہا ہے۔ اس لئے اس کا ترک کرنا لازم ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳/۱۰/۱۳۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔ ۱۴/۱۰/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۴۴/۵)

☆☆☆

---

(۱) "عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: "قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم:" من أحدث فى أمرنا هذا ما ليس منه فهورد". (الصحيح لمسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور: ۷۷/۲، قديمى)

قال الإمام النووى تحته: "وهذا الحديث قاعدة عظيمة من قواعد الإسلام، وهو من جوامع كلمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فإنه صريح فى رد كل البدع والمخترعات". (شرح النووى علىٰ مسلم: ۷۷/۲)

وقال فى الاعتصام: "والثانى: أن يطلب تركه وينهى عنه لكونه مخالفة لظاهر التشريع من جهة ضرب الحدود، و تعيين الكيفيات، والتزام الهيئات المعينة أو الأزمنة المعينة مع الدوام ونحو ذلك. وهذا هو الابتداع والبدعة، ويسمى فاعله مبتدعاً". (باب فى تعريف البدع وبيان معناها، الخ: ۲٤، دار المعرفة، بيروت)

عن جابر فى حجة الإسلام قال: فراح النبى صلى الله عليه وسلم إلى الموقف بعرفة فخطب الناس الخطبة الأولىٰ ثم أذن بلال ثم أخذ النبى صلى الله عليه وسلم فى الخطبة الثانية ففرغ من الخطبة وبلال من الأذان ثم أقام بلال فصلى الظهر ثم أقام بلال فصلى العصر. (مسند الشافعى ترتيب السندى، الباب السادس فيما يلزم الحاج بعد دخول مكة (ح: ۹۱۱) انيس)